دیباچہ رموزِ بیخودی

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال

یہ مثنوی کسی طویل الذیل دیباچے کی محتاج نہیں تاہم اس کے مقاصد کی ایک مختصر تشریح ضروری ہے جس طرح حیاتِ افراد میں جلب منفعت، دفع مضرت، تعیینِ عمل و ذوق، حقائق عالیہ، احساس نفس کے تدریجی نشو ونما، اس کے تسلسل، توسیع اور استحکام سے وابستہ ہے۔ اسی طرح ملل واقوام کے حیات کا راز بھی اسی احساس یا بالفاظِ دیگر ''قومی انا'' کی حفاظت، تربیت اور استحکام میں مضمر ہے اور حیاتِ ملیہ کا انتہائی کمال یہ ہے کہ افرادِ قوم کسی آئینِ مسلم کی پابندی سے اپنے ذاتی جذبات کے حدود مقرر کریں تا کہ انفرادی اعمال کا تبائن و تناقض مٹ کر تمام کے لیے ایک قلب مشترک پیدا ہو جائے۔ افراد کی صورت میں احساسِ نفس کا تسلسل قوتِ حافظہ سے ہے۔ اقوام کی صورت میں اس کا تسلسل و استحکام قومی تاریخ کی حفاظت سے ہے۔ گویا قومی تاریخ حیاتِ ملیہ کے لیے بمنزلہ قوتِ حافظہ کے ہے جو اُس کے مختلف مراحل کے حسیات و اعمال کو مربوط کر کے ''قومی انا'' کا زمانی تسلسل محفوظ و قائم رکھتی ہے۔ علم الحیات و عمرانیات کے اسی نکتے کو مدِ نظر رکھ کر مَیں نے ملتِ اسلامیہ کی ہیئت ترکیبی اور اس کے مختلف اجزا و عناصر پر نظر ڈالی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اُمتِ مسلمہ کی حیات کا صحیح ادراک اسی نقطۂ نگاہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ اس ضمن میں ایک ضروری سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسی مختص الہیّت جماعت کا انحطاط زائل کرنے اور اُس کی زندگی مضبوط و محکم کرنے کے عملی اُصول کیا ہیں؟ اس سوال کا مجمل جواب مثنوی کے دونوں حصوں میں آ چکا ہے مگر مفصل جواب کے لیے ناظرین کو انتظار کرنا چاہیے اگر وقت نے مساعدت کی تو اس مثنوی کا تیسرا حصہ اسی سوال کا تفصیلی جواب ہوگا۔

اُستاذی حضرت قبلہ مولانا مولوی سیّد میر حسن صاحب دام فیضہم پروفیسر مری کالج سیالکوٹ اور مولانا شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعرِ خاص حضور نظام دکن خلداللہ ملکہ واجلالہ میرے شکریے کے خاص طور پر مستحق ہیں کہ ان دونوں بزرگوں سے بعض اشعار کی زبان اور طرزِ بیان کے متعلق قابلِ قدر مشورہ ملا۔ علیٰ ہذا

القیاس اپنے احباب میر نیرنگ، میرزا اعجاز اور مولانا عمادی کا بھی سپاس گذار ہوں کہ بعض مطالب کی تحقیق میں ان سے بھی مدد ملی۔